جدید سائنسی تحقیقات اور رؤیت ہلال

سید شبیر احمد کاکا خیل
سینئر پرنسپل انجنئیر اٹامک انرجی کمیشن پاکستان

پیش کردہ پانچویں فقہی کانفرنس پشاور

انجنئیر صاحب ہمارے قدیم علمی رفقاء میں سے ہیں اور جامعہ کے زیر اہتمام منعقدہ فقہی اجتماعات میں تسلسل کے ساتھ شریک رہتے ہیں، اور قابل تحسین علمی دلچسپیاں رکھنے والے مقالہ نگار ہیں۔ ان کے دیگر مقالات بھی گزشتہ شماروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ رؤیت ہلال پر ان کی ایک اچھی علمی کاوش ہے۔ امید ہے کہ قارئین کو معلومات میں اضافہ کیلئے کارآمد ثابت ہوں گے۔ (ادارہ)

ذیلی عنوانات

1 ...... مسئلہ رؤیت ہلال کی اہمیت
2 ...... رؤیت ہلال کے مختلف مراحل
3 ...... چاند کا دیکھنا کب لازم ہے؟
4 ...... قانون البیرونی کی وضاحت
5 ...... جم غفیر کی تفصیل
6 ...... حوالہ جات

رؤیت ہلال کا مسئلہ کافی پرانا مسئلہ بنتا جا رہا ہے اور اس پر دو واضح مختلف رائے موجود ہیں ایک فریق محض شہادت کو فیصل سمجھتے ہیں چاہے وہ واقعے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اور خلاف واقع شہادت کی ذمہ داری کو شہادت دینے والوں پر ڈالتے ہیں۔ جب کہ دوسرا فریق شہادت کی اس مقصد کیلئے چھان بین کا حامی ہے کہ اگر شہادت صحیح ہو تو اس کو قبول کیا جائے ورنہ اس کو رد کیا جائے۔ ہر دو فریقوں کے پاس دلائل کے انبار ہیں جن کی ایک جھلک احقر نے اپنی کتاب فہم الفلکیات میں دکھائی ہے۔ اس میں بغیر کسی تبصرہ کے دونوں فریقوں کے دلائل کا آمنا سامنا کرایا گیا ہے۔ خواہشمند حضرات ہر دو فریقوں کے دلائل وہاں سے پڑھ سکتے ہیں اور کسی طرف وہ کمزوری محسوس کریں تو وہ اس کمزوری کو دور کر سکتے ہیں احقر کو باضابطہ مطلع فرما، تاکہ بعد کی ایڈیشنوں میں اس کی تلافی کی جا سکے یاد رہے کہ یہ کتاب اب وفاق المدارس نے اپنی نصاب کے چھٹے درجے کی کتابوں میں شامل کر لیا ہے اور احقر نے امسال لاہور جامعہ اشرفیہ میں وفاق کے زیر اہتمام اس کو ایک کورس میں دینی مدارس کے اساتذہ کرام کو پڑھایا ہے درمیان میں ایک فریق اس بات کا بھی حامی ہے کہ اس کا فیصلہ حکومت پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ یہ مسئلہ باب قضاء سے ہے اور اس میں قاضی کا فیصلہ ظاہراً اور باطناً نافذ ہو جاتا ہے چاہے وہ امر واقعہ کے

خلاف ہی کیوں نہ ہوان حضرات کے طفیل سعودی عرب کے رؤیت ہلال سے متعلق وہ فیصلے قابل قبول قرار دیئے جاتے ہیں جو اگر چہ فنی اعتبار سے ناممکنات میں سے ہیں وہ چونکہ قضاء نافذ ہو چکے ہوتے ہیں اس لئے لوگوں کا حج، عیدین، اور روزہ صحیح قرار دیا جاتا ہے۔

سائنسی تحقیقات کبھی رکتی نہیں اس لئے ان میں مسلسل ترقی ہوتی رہتی ہے اس لئے جن حضرات نے بھی رویت ہلال کے مسئلے کو سائنس کے ذریعے حل کرنے کو اپنا تحقیقی میدان بنایا ہے وہ اس میں مسلسل اپنے نتائج کو خوب سے خوب تر کرنے میں لگے ہوئے ہیں ان حضرات میں بھی دو آراء واضح طور پر پائے جاتے ہیں پہلی رائے یہ ہے کہ اب سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ برسوں پہلے سورج اور چاند گرہن کے بارے میں یقینی معلومات ہم دے سکتے ہیں تو چاند دیکھنا کیوں ضروری۔ ہے اس میں بھی ہم سائنس کے ذریعے فیصلے کریں تا کہ برسوں پہلے کیلنڈر تیار ہو، اور وقت پر مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ نہیں ہم سائنس کو اس مسئلے میں شریعت کا خادم تو کہہ سکتے ہیں لیکن اس کو مخدوم نہیں بنا سکتے اس لئے اس فریق نے اپنا دوست تعاون پہلے بیان شدہ دوسرے فریق کی طرف بڑھایا ہے یعنی سائنس سے صرف چاند کے دیکھنے، چاند کے افق پر دورانیہ کی مقدار معلوم کرنے، چاند کہاں زیادہ نظر آسکتا ہے اس کے بارے میں معلوم کرنے اور شہادت کو پرکھنے میں مدد لینے کے قائل ہیں۔

ان حضرات پر یہ واضح ہے کہ چاند کا کھلی آنکھوں سے دیکھنا لازم ہے فیصلہ اس پر ہوگا لیکن اس دیکھنے اور پرکھنے کے عمل میں سائنس کو استعمال کرنے کو مفید سمجھتے ہیں۔ آج کل کمپیوٹر کا دور دورہ ہے ہر ہر میدان میں کمپیوٹر کا استعمال بڑھ رہا ہے اس طرح اس میدان میں بھی نت نئے سافٹ ویئر وجود میں آرہے ہیں جن کی برکت سے ایسے لوگ بھی جو اس شعبہ کے الف باء بھی نہیں جانتے لیکن چند سافٹ ویئر کے ذریعے پیشن گوئیاں کرتے رہتے ہیں ایسا کرنا کوئی عیب تو نہیں ہے کیونکہ یہ ہوتے ہی اس مقصد کیلئے ہیں لیکن اس کا مقصد یہ بھی نہیں کہ اس علم سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے سافٹ ویئر کے استعمال میں کسی وجہ سے کوئی مسئلہ آجائے یا اس میں مزید پیش رفت ہو چکی ہو اور وہ اس کو نہ جانتے ہوں تو اپنی کم علمی کو ضد اور انانیت کا ذریعہ بنالیں۔ اس سے مسائل پھر حل نہیں ہوتے بلکہ مزید پیچیدہ ہو جاتے ہیں مثال کے طور پر عرض ہے کہ محکمہ موسمیات والوں اور سپارکو والوں کو عموماً فلکیات کا بھی ماہر سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ بالکل مختلف شعبہ ہے اس لئے لوگ ان سے چاند کے بارے میں پوچھ لیتے ہیں ان کو ان سافٹ ویئر کے ذریعے جتنا علم ہوتا ہے وہ بتا دیتے ہیں۔ اکثر تو یہ ٹھیک ہوتا ہے کیونکہ یہ سافٹ ویئرز ماہرین نے بنائے ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھار چاند کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ اس کے بارے میں ان سافٹ ویئرز کے بنیاد پر بات کرنا مشکل ہوتی ہے بلکہ اس کے ساتھ فیصلہ کرنے والے کے پاس فلکیات کا علم ہونا بھی ضروری ہوتا ہے ایسی صورت میں ایسے حضرات کو مسائل کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ اگر یہ حضرات اپنی کم علمی کو سامنے رکھ کر حقائق کیلئے ماہرین کی طرف رجوع کرلیں تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہوگا لیکن ایسا آج کل ہونا مشکل ہے کیونکہ سستی شہرت کو ہاتھ سے جانے دینا ہر کسی کا کام نہیں اس لئے عوام تردد کے شکار ہو جاتے ہیں۔ پچھلی دفعہ رمضان شریف کے چاند کا جو مسئلہ ہوا تھا وہ اسی کا شاخسانہ تھا وہ یوں کہ البیرونی کے مشہور قانون میں چونکہ صرف چاند کی افق سے بلندی اور اس کا سورج کے مقام غروب سے افقی زاویہ استعمال ہوتا ہے اس کے مطابق چاند کی پوزیشن ایسی تھی کہ اس قانون کے مطابق اس کا نظر آنا تقریباً ناممکن تھا لیکن چونکہ اس کی عمر ۲۴ گھنٹے کی لگ بھگ تھی اس

لئے کہ اس کا نظر آنا اس لحاظ سے ممکن تھا۔احقر کو چونکہ ان تفاصیل کا پتہ تھا اس لئے پر امید تھا کہ چاند نظر آسکے گا اور ایسا ہی ہوا کہ قلات میں چاند نظر آ گیا احقر نے چاند دیکھنے والوں سے ٹیلی فون پر فنی معلومات حاصل کر لیں اور ان کے جوابات صحیح پائے اس لئے شرح صدر ہوا کہ چاند نظر آ گیا، چیر مین کو موسمیات والوں نے اور عبدالصمد رضوی نے قائل کر لیا تھا کہ چاند نظر نہیں آسکتا اس لئے اس کو غلط فہمی ہوئی کہ شاید میں پشاور والوں کے دباؤ میں آ گیا ہوں اس لئے انہوں نے میری رائے نہیں مانی اور ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کوئی واضح نتیجے پر نہ پہنچی اور ملک کو بحران سے دوچار ہونا پڑا بعد ازاں اخبارات کے ذریعے احقر نے جب اپنی فنی نقطہ نظر کی وضاحت کی تو موسمیات والوں نے جزوی طور پر اور سپارکو والوں نے کھلی طور اس کو مان لیا۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس دفعہ الحمدللہ رمضان شریف اور عید الفطر میں ملک میں مکمل اتفاق پایا گیا اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی ایسا ہو گا انشاء اللہ۔

اس کیلئے میں چیر مین صاحب اور مرکزی اور صوبائی حکومت عمائدین کو صدق دل سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے اپنے بساط کے مطابق اپنا اپنا فرض بخوبی انجام دیا۔الحمدللہ اب وہ سافٹ وئیر بھی وجود میں آ گیا جو کہ چاند کے عمر پر بھی منحصر ہے وہ بھی انٹرنیٹ پر آ گیا ہے اور مزے کی بات یہ کہ رمضان گزشتہ چاند اور موجودہ شوال کا چاند اسی سافٹ وئیر کے مطابق نظر آنے کے قابل تھے اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اس درمیانی موقف کو اپنایا جائے کہ اس کو باب قضاء سے سمجھ کر حکومت کے فیصلے کو ظاہراً اور باطناً نافذ سمجھا جائے تو معاملہ کافی حل ہو سکتا ہے حکومت خود پھر سائنس کی خدمت سے فائدہ اٹھا سکتی ہے اور اس سلسلے میں شرعاً کوئی عذر نہیں ہوگا کیونکہ قاضی اپنے شرح صدر کے لئے کوئی سا ذریعہ بھی استعمال کر سکتا ہے۔حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ چاند کے فنی لحاظ سے ممکن نہ ہونے کی صورت میں جم غفیر کے قائل ہیں اس لئے اس صورت میں علمائے صوابی کا پیش کردہ تعریف کہ اگر کسی ایک جگہ سے چاند کی شہادت ملے تو وہ 50 سے کم نہ ہوں اور اگر متفرق مقامات سے شہادتیں آئیں تو وہ 500 سے کم نہ ہوں تو اس کو جم غفیر کہا جائے گا۔تقریباً یہی بات حضرت ایوب بلخیؒ نے بخارا اور بلخ کے بارے میں کہی ہے جس کی طرف علامہ ابن عابدین نے اشارہ اپنے رسائل میں کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس سے کم پر وہاں شرح صدر کا ہونا مشکل تھا۔چند باتیں علماء کرام کو اور بھی طے کرنی ہیں اور وہ یہ کہ دوربین کے ذریعے دیکھی ہوئی چاند کی شہادت قابل قبول ہے یا نہیں؟ یا ان لوگوں کی شہادت جو فاسق ہوں مثلاً ڈاڑھی منڈے ہوں وغیرہ وغیرہ۔

ایک سوال یہ بھی اٹھایا گیا ہے کہ سعودی عرب کے فیصلے کو ہم اپنے لئے قبول کر سکتے ہیں یا نہیں، صوبہ سرحد کی اسمبلی نے تو اس کے حق میں قرارداد بھی منظور کی ہے ولکن فیہ کلام فنی اعتبار سے تو ہے ہی علمی اعتبار سے بھی کم از کم دو معتبر مفتیان کرام کی رائے اس کے حق میں نہیں۔ مفتی رشید احمدؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس مکان کو سختی کے ساتھ رد کیا ہے اور احسن الفتاویٰ میں اس پر تفصیلی کلام کیا ہے اور حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے درس ترمذی میں اس پر کچھ کلام فرمایا ہے۔اور فرمایا کہ سعودی عرب میں اکثر جب چاند دیکھنا عقلاً محال ہوتا ہے اس کی رویت کا اعلان کیا جاتا ہے اس وجہ سے ان کا فرق ہم سے دو دن بھی ہو جاتا ہے حالانکہ ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ فرق ہمارا صرف ایک دن کا ہو سکتا ہے۔اس ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ اگر مطلع صاف ہو تو شرعاً ثبوت رویت کیلئے جم غفیر کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے ہم یہ مسئلہ

نکال سکتے ہیں کہ چونکہ مطلع صاف ہونے میں صرف دو کا نظر آنا اور اس کا رویت عام نہ ہونا امکان کذب یا امکان خطا کے طرف ذہن لے جاتا ہے اس لئے اس سے نکلنے کیلئے جم غفیر کی ضرورت ہوئی اسی لئے اگر عقلاً رویت ممکن نہ ہو تو پھر بھی جم غفیر کی ضرورت ہونی چاہئے فرمایا کہ اکثر علماء عصر کا رجحان اس طرف ہے اور ہمارا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ حضرت کی تائید کیلئے عرض کروں کہ سعودی عرب کے ساتھ ہمارا اصل فرق پورے سال میں ایک یا دو مہینے میں صرف ایک دن کا ہوتا ہے باقی مہینوں میں ان کا مطلع ہمارے ساتھ ایک ہوتا ہے لیکن کیا کریں کہ ان کا طریق کار ایسا ہے کہ اس پر دل کا مطمئن ہونا محالات عقلی میں سے ہے ہمارا ایک عرب ساتھی ہے رابطہ عالم اسلامی میں ان کے ساتھ ملنے گیا تھا تو اس نے خود بتایا کہ امسال رمضان کی جب ابتداء ہوئی تو مجھے وہی شبہ ہوا جس کی طرف آپ اشارہ کرتے رہتے ہیں یعنی چاند کے نظر آنے کے فیصلے میں غلطی تو فرمایا کہ میں چند عرب ساتھیوں کو یکم رمضان شام کے وقت چاند دیکھنے کیلئے گیا انہوں نے حیرانگی کا اظہار کیا کہ کیوں آپ ہمیں چاند دیکھنے کیلئے لے جاتے ہیں حالانکہ چاند تو کل نظر آ گیا تھا میں نے کہا کوئی بات نہیں آج بھی دیکھ لیتے ہیں خیر ہم نے بہت کوشش کی لیکن چاند نظر نہیں آیا تو وہ عرب بھائی بہت حیران ہوئے کہ یہ کیسے ہوا کیونکہ آج تو کم از کم اس کا نظر آنا ضرور تھا بہر حال میں نے ان کو بتایا کہ ہمارے پاس ایک پاکستانی شیخ (احقر) آتے ہیں وہ یہ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ تمہیں پہلی دن کا اور تیسری دن کا چاند نظر آتا ہے۔ اور دوسری دن کا نہیں دیکھ لیں وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہے ہیں لہذا اس سقم کے پیش نظر سعودی عرب کی رویت کے فیصلے کو خود پر لاگو کرنا ''آ بیل مجھے مار'' والی بات ہے اس سے اتنا انتشار ہو جائے گا کہ پھر اس کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے گا۔ صوبہ سرحد کی اسمبلی کی معزز ممبران سے بھی میں التماس کرتا ہوں کہ وہ اپنی قرارداد کے عواقب پر ذرا نظر دوڑائیں اس اہم مسئلے کے بارے میں بلا تحقیق ایک علمی بات کرنا شاید اس اسمبلی کا شایان شان نہ ہو۔ اب ایک بات ضرور عرض کر کے اس پر ختم کرتا ہوں اور وہ یہ مقامی پرائیویٹ کمیٹیاں جو چاند کا فیصلہ کرتی ہے ان سے کہا جائے کہ وہ اپنی کوششیں مقامی زونل کمیٹیوں کے سپرد کر دیں کیونکہ اس صورت میں ان کو ولایت حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت میں جب پچھلی دفعہ اختلاف ہوا تھا ہمارے علماء نے صوبائی حکومت کے فیصلے کو صوبہ سرحد کیلئے تسلیم کیا تھا۔

آخر میں گزارش ہے کہ اس مسئلے کو انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے بلکہ شریعت کے منشاء کے مطابق جو گنجائشیں ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے اس مسئلے کو خوش اسلوبی کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ وما علینا الا البلاغ

حوالہ جات :۔

(۱) کشف ہلال: از شبیر احمد کاکاخیل

(۲) فہم الفلکیات: از شبیر احمد کاکاخیل

(۳) سافٹ ویئر: از منظور احمد انگلینڈ

(۴) احسن الفتاویٰ (جلد دوم): از مفتی رشید احمد لدھیانویؒ

(۵) درس ترمذی شریف کا کیسٹ: از حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ۔